کے برعکس حزب اختلاف منظم ہے اور اس کے جنگجو بہتر تربیت یافتہ ہیں۔ حکومت شاکی ہے کہ حزب اختلاف کے دستوں میں اکثریت ایران، افغانستان اور پاکستان کے "کرائے کے فوجیوں" کی ہے جو بہتر طور پر مسلح اور تربیت یافتہ ہیں۔

روسی فوج کی مدد کے باوجود اپوزیشن کے دستوں کے ساتھ جھڑپوں کے دوران سرکاری دستوں میں بڑے پیمانے پر اموات وقوع پذیر ہوتی ہیں۔ روس کے علاوہ قازقستان کرغیزستان اور ازبکستان بھی تاجک افغان سرحد کے دفاع میں تاجک حکومت کی مدد کے لیے تیار دکھائی دیتے ہیں۔ تاہم ان کا اصرار ہے کہ تاجکستان کو اپنے اندرونی سیاسی مسائل خود حل کرنے ہوں گے۔ اگر وسطی ایشیا کی ریاستوں کے علاوہ آزاد ممالک کی دولت مشترکہ میں شامل دیگر ممالک کی فوجیں یا روس کا افغان تاجک سرحد پر متعین ۲۰۱ واں ڈویژن مداخلت نہ کریں تو ایسی صورت میں حکومت اور اپوزیشن کے درمیان جاری کشمکش میں سرکاری فوجوں کے جانی نقصانات میں کئی گنا اضافہ ہوسکتا ہے۔ اور اس صورت میں دوشنبے میں قائم کمیونسٹ حکومت تادیر قائم نہیں رہ سکے گی۔

روس: خارجہ تعلقات

روس - ایران تعلقات روسی وزارتِ خارجہ کی نظر میں

۲۱ مارچ ۱۹۹۶ء کو روس کے وزیر خارجہ ایوجینی پریماکوف نے روسی روزنامے کو موسولسکایا پراودا کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ ماضی قریب میں روس مشرقِ وسطیٰ کے ممالک کے ساتھ تعلقات پر زیادہ توجہ نہیں دے سکا ہے۔ کیونکہ اس دوران روس مغربی ممالک اور امریکہ کے ساتھ تعلقات معمول پر لانے کی کوششوں میں مصروف رہا۔

پریماکوف نے کہا کہ روس کے ایران، لیبیا اور شام کے ساتھ تعلقات بہتر ہوئے ہیں۔ کیونکہ یہ ممالک "دہشت گردی" کی مذمت کرتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ عرب دنیا کے ساتھ روس کے مفادات وابستہ ہیں۔ جنھیں پہلے کی نسبت زیادہ بہتر طور پر تحفظ دیا جانا چاہیے۔

روس اور ترکی کے درمیان تعلقات حسب معمول کشیدہ ہیں۔ ماسکو انقرہ کو چیچن حریت پسندوں کی مدد اور پشت پناہی کے لیے مورد الزام ٹھہرا رہا ہے۔ ترکی پر بحیرۂ کیسپئین اور قازق خام تیل کو پائپ لائنوں کے ذریعے چوری چھپے اپنی سرزمین تک لے جانے کا الزام بھی لگایا گیا ہے۔ مزید یہ کہ ماسکو انقرے سے شاکی ہے کہ وہ "پان اسلامزم" اور "پان ترکزم" کی پالیسیوں پر عمل پیرا ہے۔ اور وسطی ایشیا اور

قفقاز میں اپنا اثر و نفوذ بڑھانے کے لیے سرگرم ہے۔ ترکی کی طرف سے خطے میں "زیادہ بڑا کردار" ادا کرنے کی خواہش اور وسط ایشیائی ریاستوں میں اس کی اقتصادی اور سیاسی "توسیع پسندی" کی پالیسیاں بھی ماسکو کی پریشانی کا باعث بن رہی ہیں۔

دوسری طرف چیچن مسلمانوں کے خلاف روسی مظالم کے باوجود روس - ایران تعلقات مستحکم ہو رہے ہیں۔ ایران - روس بڑھتے ہوئے اقتصادی تعلقات کو دونوں ممالک اپنے بہترین مفاد میں سمجھتے ہیں۔

ماسکو کی رشین اکیڈمی آف سائنسز کے اورینٹل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ سے منسلک الیکسی مالاشنکو (Aleksi Malashenko) نے ایران اور روس کے درمیان تعاون کے تین مختلف شعبوں کی نشاندہی کی ہے۔

اولاً عسکری شعبے میں تعاون: ۱۹۹۱ء میں سابق سوویت یونین نے ایک بلین ڈالر کی لاگت کا اسلحہ ایران کے ہاتھ فروخت کیا۔ جبکہ ۱۹۹۲ء میں ۶ بلین ڈالر سے زائد کی لاگت کا اسلحہ ایران کو فروخت کیا گیا۔

ثانیاً ایران میں ایٹمی توانائی کی تنصیبات کا قیام اور روس ایران تعاون: بوشہر (Busher) میں روسیوں کے تعاون سے زیر تعمیر ایٹمی پاور پلانٹ چار سالوں میں پایہ تکمیل کو پہنچ جائے گا۔ اس پاور پلانٹ کی پیداواری گنجائش ایک ہزار میگاواٹ ہوگی۔ منصوبے کے پہلے مرحلے کی تکمیل پر ایران روس کو ۸۰۰ ملین ڈالر ادا کرے گا۔ ۳ بلین ڈالر منصوبے کے دوسرے مرحلے کی تکمیل پر روس کو دیے جائیں گے۔ اس وقت ۱۵۰ روسی ماہرین منصوبے پر کام کر رہے ہیں۔ الیکسی مالاشنکو کے مطابق ایران ایٹمی توانائی کمپلیکس کے قیام کی غرض سے آذر بائیجان، قازقستان اور تاجکستان سے پہلے ہی بنیادی مواد حاصل کر چکا ہے۔ اور اس وقت وہ تین نیوکلیر وارہیڈ بنانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ ان کے مطابق اس وقت ایران میں پانچ ایٹمی پاور پلانٹ کام کر رہے ہیں جن میں ۵۰ سابق سوویت ماہرین خدمات انجام دے رہے ہیں۔

ثالثاً تیل کی تلاش کے عمل میں ایران - روس تعاون: ایران اور روس دونوں بحیرہ کیسپیئن کے سواحل سے تیل کے اخراج اور اس کی ترسیل میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ اگرچہ تزویراتی لحاظ سے ایران اور روس کے مفادات یکساں نہیں ہیں۔ تاہم عمومی طور پر بحیرہ کیسپیئن میں نودریافت قدرتی وسائل اور تیل کی ملکیت اور حق استعمال سے متعلق روس اور دیگر ساحلی ممالک میں موجود اختلافات روس - ایران تعلقات پر زیادہ اثر انداز نہیں ہو رہے ہیں۔ اگرچہ ایرانی سرزمین میں پائپ لائن بچھانے کی تجویز روس کے مفاد میں نہیں ہے تاہم روس کیسپیئن کے سواحل میں موجود تیل کے ذخائر میں ایرانی حصہ داری سے متعلق تہران کے موقف کی تائید کرتا ہے۔ ہر چند کہ امریکہ اور دیگر ساحلی ممالک ایران کے اس

دعوے کو تسلیم نہیں کرتے۔

پریماکوف کی وزیر خارجہ کی حیثیت سے تقرری کو الیکسی مالاشنکو روس کی خارجہ پالیسی میں "مشرق کی طرف جھکاؤ" سے تعبیر کرتے ہیں۔ وہ مستقبل میں روس - ایران تعلقات کے بارے میں پرامید دکھائی دیتے ہیں۔ ان کے بقول روس کے سیاسی افق پر نمودار ہونے والی نئی سیاسی قوتوں میں سے کوئی بھی ایسی نہیں ہے جو روس اور ایران کے درمیان بڑھتے ہوئے تعاون کے خاتمے کی خواہش مند ہو۔

روس کی سیاسی حزب اختلاف کے کمیونسٹ اور قوم پرست عناصر بھی ایران سے ہمدردی رکھتے ہیں۔ اس لحاظ سے "اسلامی بنیاد پرستی" کا وسطی ایشیاء کی ریاستوں کے لیے سیاسی خطرہ ہونے کے نظریے کی موجودگی کے علی الرغم روس کے کمیونسٹ اور قوم پرست عناصر "اسلامی بنیاد پرستی" کو مغرب کی توسیع پسندی کے خلاف مزاحمت میں "فطری حلیف" تصور کرتے ہیں۔

دوسری طرف روس سابق سوویت یونین اور بالخصوص مسلم ممالک کے تیل اور قدرتی گیس پر کنٹرول کے لیے متعدد نئی پائپ لائنیں تعمیر کر رہا ہے۔ کئی مغربی ممالک نے بحیرہ کیسپیئن سے تیل اور قدرتی گیس کے اخراج میں شراکت کے لیے روس کے ساتھ معاہدات پر دستخط کیے ہیں۔ اندازاً ۴۰ بلین بیرل تیل کے ذخائر بحیرہ کیسپیئن کی تہہ اور اس کے ارد گرد کے علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ یہاں سے ملنے والی قدرتی گیس کی بڑی مقدار اس سے علیحدہ ہے۔

بحیرہ کیسپیئن کے سواحل کے تینوں ممالک آذر بائیجان، ترکمنستان اور قازقستان سوویت یونین کے زوال کے نتیجے میں جنم لینے والے معاشی مسائل پر قابو پانے کے لیے تیل اور قدرتی گیس کو بیرون ممالک برآمد کرنے کے خواہاں ہیں اور اس سلسلہ میں وہ پرامید ہیں۔ ان کی موجودہ اقتصادی کمزوریوں سے دولت مند ممالک فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ روس بحیرہ کیسپیئن کے قدرتی وسائل پر اپنی گرفت مضبوط کرنے کے لیے دیگر ممالک [مثلاً ایران] کی تائید حاصل کرنے کے لیے کوشاں ہے۔ دوسری طرف امریکہ بحیرہ کیسپیئن سے تیل اور قدرتی گیس کے اخراج اور اسے صاف کر کے بیرونی منڈیوں تک ترسیل کے عمل میں ایرانی شرکت کی مخالفت کرتا ہے۔

روسی قیادت اپنی سرزمین کے ذریعے خطے کی قدرتی گیس اور تیل کی بیرون ملک ترسیل یقینی بنانے کے لیے جان توڑ کوششیں کر رہی ہے۔ بحیرہ کیسپیئن کے مذکورہ تینوں ممالک کی براہ راست کھلے سمندروں تک رسائی نہ ہونے کے باعث وہ تجارت اور برآمدات کے لیے روسی تجارتی راستے پر انحصار کرنے پر مجبور ہیں۔ قازقستان اور روس نے ۱٫۵ بلین ڈالر کی لاگت سے پائپ لائن کی تعمیر کے لیے ایک معاہدہ پر دستخط کیے ہیں۔ اس پائپ لائن کے ذریعے قازقستان سے گیس اور تیل کی روس کے راستے بحیرہ اسود اور وہاں سے دیگر ممالک تک ترسیل ممکن ہو سکے گی۔

آذر بائیجان - پائپ لائن معاہدے کے تحت آذر بائیجانی تیل روس اور جارجیا کی سرزمین سے ہوتا

ہوا دیگر ممالک کو برآمد کیا جائے گا۔

ترکمنستان نے ایک روسی کمپنی گیز پران (Gazpron) کے ساتھ ایک معاہدہ کیا ہے۔ معاہدہ کے تحت اس کمپنی کی ذمہ داری ترکمنستان میں موجود قدرتی وسائل کی دریافت اور انھیں کام میں لانے کے قابل بنانا ہے۔ ترکمنستان کی خواہش ہے کہ تیل کی دریافت اور اس کی عالمی منڈی تک ترسیل میں وہ پڑوسی ملک ایران کا تعاون حاصل کرے۔ لیکن اس سلسلے میں اسے امریکہ کی طرف سے زبردست دباؤ کا سامنا ہے۔

جہاد چیچنیا

محب الحق صاحبزادہ

چیچنیا: خدشات اور اُمیدیں

اگست ۹۶ء کے اختتام پر الیگزنڈر لیبد اور چیچن آزادی پسندوں کے درمیان جو معاہدہ منظر عام پر آیا اُس کے موٹے نکات چار ہیں: اول، جنگ بندی اور گروزنی سے روسی افواج اور چیچن جانبازوں کا انخلاء، دوم، لوٹ مار اور بدامنی روکنے کے لیے شہر میں روسی چیچن دستوں کا مشترکہ گشت۔ سوم، نئی علاقائی حکومت کے قیام کے لیے انتخابات اور پانچ برس تک چیچنیا کی روس کے اندر خصوصی حیثیت۔ اور چہارم، پانچ سال بعد (سن ۲۰۰۱ء میں) چیچنیا کی کلی آزادی کے سوال پر ریفرنڈم۔

نظر بہ بظاہر ایسا لگتا ہے کہ روس اور چیچن جانباز دونوں ہی اپنے اصل ابتدائی موقف سے ہٹ گئے ہیں اور "کچھ لو، دو" کے اصول پر امن معاہدے کی خاطر درج بالا نکات پر راضی ہو گئے ہیں۔ روس کی پسپائی یوں ظاہر ہے کہ جنھیں "ڈاکو" کہہ کر بات کرنے سے انکار تھا اور کسی مذاکرے اور معاہدے میں آزادی کے لفظ کا آنا تک گوارہ نہ تھا، اب چیچنیا کے آزادی پسندوں کو باقاعدہ فریق مان کر اُن سے معاہدہ ہوا۔ صدارتی الیکشن جیتنے کے بعد لمحوں میں وعدے وعید پس پشت ڈالنے والے بورس یلسن اور اُن کے قومی سلامتی کے امور کے نگران الیگزنڈر لیبد کو جس تحریر پر دستخط کرنے اور ماننے پڑے ہیں اُس میں اس بات کا کہیں تذکرہ اور اشارہ موجود نہیں کہ چیچنیا روس کا کوئی جزولاینفک ہے۔ تبھی تو معاہدے کے فوراً بعد چیچن جانبازوں کی طرف سے یہ اعلان سامنے آیا کہ اُن کے موقف میں فرق نہیں پڑا۔ وہ اپنے آپ کو آزاد سمجھتے تھے اور آزاد ہیں۔ روس کی یہ پسپائی (گذشتہ معاہدات کی طرح) فریب کارانہ بھی ہو سکتی ہے اور زیادہ امکان اسی کا ہے، تاہم یہ وہ قیمت ہے جو روس کو ۲۰ ماہ کی ذلت اور خواری اور آخری معرکے